AFTER THE CRACK



حصہ دوم

دہلیز 5

دراڑ کے بعد

کچھ فقرے ہیں جو ہم ہلکے پھلکے انداز میں کہہ دیتے ہیں۔

"مجھے لگتا ہے میں نے نیا جنم لیا ہے۔"

"میں نے سب کچھ نئے سرے سے شروع کیا۔"

"وہ ایک نئی زندگی تھی۔"

عام طور پر یہ استعارے ہوتے ہیں۔

محاورے۔

تبدیلی بیان کرنے کے خوش نما طریقے۔

پھر کچھ لمحے ایسے آتے ہیں جن میں یہ الفاظ علامت نہیں رہتے۔

اور لفظی سچ بن جاتے ہیں۔

ایک عرصے تک میں زندگی کو ایک مسلسل لکیر سمجھتا رہا۔

اونچ نیچ کے ساتھ۔

تیزی اور سستی کے ساتھ۔

کامیابیوں اور مسئلوں کے ساتھ۔

مگر ہمیشہ وہی ایک لکیر۔

ہمیشہ وہی ایک سفر۔

پھر وہ دن آیا جب مجھے سمجھ آئی کہ زندگی جسم کی موت کے بغیر بھی منقطع ہو سکتی ہے۔

دنیا کو دیکھنے کا زاویہ منقطع ہو سکتا ہے۔

ایک شناخت۔

ایک یقین۔

ایک منصوبہ۔

اپنی ہی ایک تصویر۔

اور جب ایسا ہوتا ہے تو دوسری طرف سے نکلنے والا شخص کبھی اُسی جیسا نہیں ہوتا جو داخل ہوا تھا۔

پہلے پہل انسان مزاحمت کی کوشش کرتا ہے۔

جو بچایا جا سکے، اسے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

مرمت کرنے کی۔

دوبارہ تعمیر کرنے کی۔

معمول پر لوٹنے کی۔

یہ فطری ردعمل ہے۔

میں نے بھی یہی کیا۔

میں تسلسل واپس چاہتا تھا۔

میں جو ٹوٹا تھا، اسے دوبارہ جوڑنا چاہتا تھا۔

میں واپس "پہلے" کی طرف جانا چاہتا تھا۔

پھر مجھے ایک ایسی بات سمجھ آئی جسے قبول کرنا مشکل تھا۔

وہ "پہلے" اب موجود ہی نہیں تھا۔

اور اُس کے پیچھے بھاگنا بےکار تھا۔

یہ زندگی کے سب سے مہنگے سبقوں میں سے ایک ہے۔

کیونکہ اس کے لیے ایک چھوٹا سا سوگ منانا پڑتا ہے۔

اُس کا سوگ جو ہم ہوا کرتے تھے۔

ہم اکثر اُن لوگوں کی بات کرتے ہیں جو ہم سے بچھڑ جاتے ہیں۔

اُن شناختوں کی بہت کم جو ہم سے بچھڑ جاتی ہیں۔
حالانکہ وہ بھی جنازے کی حقدار ہیں۔
ایک لمحہ آتا ہے جب تم وہ بیٹا نہیں رہتے جو تھے۔
وہ پیشہ ور نہیں رہتے جو تھے۔
وہ مرد نہیں رہتے جو تھے۔
وہ عورت نہیں رہتیں جو تھیں۔
ایک لمحہ آتا ہے جب ہمارا ایک روپ اپنا کام مکمل کر لیتا ہے۔
اور کسی اور چیز کے لیے جگہ خالی کر دیتا ہے۔
جب میں اُس موسم سے گزرا تو مجھے فوراً اندازہ نہیں ہوا۔
میں سمجھا یہ ایک بحران ہے۔
ایک وقفہ۔
ایک حادثہ۔
بعد میں جا کر سمجھ آئی کہ میں ایک تبدیلی سے گزر رہا تھا۔
فرق بہت بڑا ہے۔
بحران وہ ہے جسے تم ختم ہوتا دیکھنا چاہتے ہو۔
تبدیلی وہ ہے جو تمہیں ہمیشہ کے لیے بدل دیتی ہے۔
مجھے وہ عرصہ یاد ہے جب ہر یقین معلق لگتا تھا۔
پرانے جواب کام نہیں کر رہے تھے۔
پرانے اوزار ناکافی لگتے تھے۔
کچھ مقاصد تک بےمعنی ہو گئے۔
یہ ایک بےچین کر دینے والا احساس تھا۔

جیسے کسی جانے پہچانے علاقے میں چلتے ہوئے پتا چلے کہ سب راستوں کا رخ بدل چکا ہے۔

کچھ عرصے تک میں پرانے نقشوں سے راستہ ڈھونڈتا رہا۔

کوئی فائدہ نہ ہوا۔

کیونکہ میں بدل چکا تھا۔

نقشے غلط نہیں تھے۔

وہ متروک ہو چکے تھے۔

بڑے عبوری مرحلوں میں یہی ہوتا ہے۔

مسئلے صرف بدلتی ہوئی دنیا سے پیدا نہیں ہوتے۔

وہ اس بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ ہم اسے اُن آنکھوں سے پڑھتے رہتے ہیں جو ماضی کی ہیں۔

پھر، آہستہ آہستہ، کچھ چیزیں دوبارہ سیدھی ہونے لگتی ہیں۔

یہ ایک دن میں نہیں ہوتا۔

یہ ایک ہفتے میں نہیں ہوتا۔

یہ سیکڑوں چھوٹی چھوٹی درستیوں سے ہوتا ہے۔

نئی آگاہیوں سے۔

نئی ترجیحات سے۔

نئے سوالات سے۔

ایک صبح تم اٹھتے ہو اور دیکھتے ہو کہ تم حقیقت کو مختلف نظر سے دیکھ رہے ہو۔

وہی چیزیں۔

مختلف آنکھوں کے ساتھ۔

تب مجھے نئے جنم کا اصل مطلب سمجھ آنے لگا۔

یہ دوبارہ جوان ہو جانا نہیں ہے۔

یہ درد کو مٹا دینا نہیں ہے۔

یہ غلطیوں کو کھرچ دینا نہیں۔

یہ جو کچھ گزر چکا ہے، اس سب کے ساتھ ایک نیا رشتہ بنانا ہے۔

زخموں کے ساتھ۔

خوفوں کے ساتھ۔

نقصانات کے ساتھ۔

مواقع کے ساتھ۔

خود وقت کے ساتھ۔

دوسری زندگی پہلی کے انکار سے جنم نہیں لیتی۔

وہ اُس کو اپنے اندر شامل کرنے سے جنم لیتی ہے۔

تم جو کچھ تھے، وہ سب موجود رہتا ہے۔

مگر اب وہ حال پر حکومت نہیں کرتا۔

وہ تجربہ بن جاتا ہے۔

وہ یاد بن جاتا ہے۔

وہ تعمیر کا سامان بن جاتا ہے۔

بہت سے لوگ نئے جنم کو ایک شاندار واقعہ سمجھتے ہیں۔

میرا تجربہ اس سے مختلف تھا۔

ایک سست رفتار تعمیرِ نو کی طرح۔

ایک وقت میں ایک اینٹ۔

ایک وقت میں ایک خیال۔

ایک وقت میں ایک فیصلہ۔

اکثر خاموشی میں۔

اکثر بغیر کسی تماشائی کے۔

اکثر بغیر اس کے کہ کسی کو خبر ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔

اور پھر بھی یہ ہو رہا تھا۔

چیزوں کی گہرائی میں۔

وقت گزرا تو میں دوسرے لوگوں کو مختلف نظر سے دیکھنے لگا۔

مجھے سمجھ آئی کہ تقریباً ہر شخص ایک سے زیادہ زندگیاں جی رہا ہے۔

لازمی نہیں کہ ایک سے زیادہ حیاتیاتی وجود ہوں۔

اندر کے کئی باب۔

کئی شناختیں۔

کئی تبدیلیاں۔

ہم ایک چہرہ دیکھتے ہیں اور تسلسل فرض کر لیتے ہیں۔

مگر اُس چہرے کے پیچھے ایک ہی شخص کے پانچ، دس، بیس مختلف روپ ہو سکتے ہیں۔

سب حقیقی۔

سب بچ نکلے۔

سب ضروری۔

شاید اسی لیے عمر کے ساتھ ہمدردی زیادہ اہم ہوتی جاتی ہے۔

کیونکہ ہم دوسروں کی آن دیکھی لڑائیوں کا احترام کرنا سیکھ لیتے ہیں۔

ہم سمجھ جاتے ہیں کہ کوئی صرف وہ نہیں ہوتا جو دکھائی دیتا ہے۔

ہر شخص اپنے اندر انہدام اور تعمیرِ نو کی ایک کہانی لیے پھرتا ہے۔

نقصانات اور نئے جنموں کی۔

علامتی موتوں اور نئی روانگیوں کی۔

پیچھے مڑ کر دیکھوں تو میں اُس زمانے کو مثالی رنگ نہیں دیتا۔

میں اسے دوبارہ جینا نہیں چاہتا۔

وہ سخت تھا۔

اُلجھا ہوا۔

کبھی کبھی تکلیف دہ۔

مگر میں اُس کی قیمت پہچانتا ہوں۔

کیونکہ اُس تبدیلی سے وہ شخص پیدا ہوا جو پہلے موجود نہیں تھا۔

ایک زیادہ باخبر شخص۔

زیادہ متوجہ۔

زیادہ انسان۔

شاید کم یقین والا۔

مگر کہیں زیادہ سچا۔

اور یہی وہ حصہ ہے جو معنی رکھتا ہے۔

راستے کے آخر میں، جب میں طے شدہ سفر کو دیکھتا ہوں، مجھے صرف ایک زندگی نظر نہیں آتی۔

مجھے کم از کم دو نظر آتی ہیں۔

پہلی توقعات پر کھڑی۔

دوسری سمجھ پر کھڑی۔

پہلی کرنے کے گرد گھومتی ہوئی۔

دوسری ہونے کی طرف زیادہ متوجہ۔

پہلی کو یقین تھا کہ وہ جانتی ہے۔

دوسری سننے کو تیار۔

اسی لیے دوسری زندگی کی بات کرنے میں کوئی مبالغہ نہیں۔

یہ شاعرانہ فقرہ نہیں۔

یہ استعارہ نہیں۔

یہ ایک حقیقت کا بیان ہے۔

کیونکہ کچھ لمحے ایسے ہوتے ہیں جن میں ہم محض سمت نہیں بدلتے۔

ہم وجود بدل دیتے ہیں۔

اور جب یہ واقعی ہوتا ہے تو دوسری زندگی کوئی استعارہ نہیں ہوتی۔

یہ وہ ہے جو تب باقی رہ جاتا ہے جب پہلی زندگی وہ سب کچھ سکھا چکی ہو جو وہ سکھا سکتی تھی۔